افادات حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہ
خطبۂ جمعۃ المبارک ۱۹ اپریل ۱۹۷۵ء

التزام و اتباع شریعت

ـــــــ نجات و کامیابی کی بنیادی شرط

(خطبۂ مسنونہ کے بعد) ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین ۔

حضرات! پچھلے جمعہ یہ آیت میں نے آپ کے سامنے تلاوت کی تھی ۔ غرض یہ کرنا تھا کہ قرآن و حدیث کی بناء پر مسلمانوں کی دنیا اور آخرت دونوں کی کامیابی بغیر اطاعت خداوندی اور بغیر نظام خداوندی کے ناممکن ہے مسلمان جتنی بھی تدابیر اختیار کرلیں کامیابی نہیں حاصل کرسکتے مسلمان جو وعدہ کرچکے ہیں خدا کے ساتھ کہ ہم مسلمان ہیں لا الہ الا اللہ کہہ کر وعدہ کرلیا ہے کہ اللہ کا ہر حکم جو حضورؐ کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے بھیجا وہ بلاچون و چرا بغیر اس کے کہ اس حکم میں ہمارے لئے کیا خیر و بھلائی ہے ؟ کیا نقصان ہے ؟ ایسا ہرگز نہیں بلکہ بلاچون و چرا ماننا اس کلمے کا مطلب ہے ۔ کلمہ اور ایمان کا مطلب اللہ اور رسول اللہ کی پیروی ہے ۔ کہ حضورؐ اللہ تعالیٰ کے برحق نبی ہیں ۔ ان کی ہر بات خدا کی طرف سے ہے ۔ اور میں ان کے ہر حکم کی تصدیق کرتا ہوں اور ان کا ہر حکم بغیر چون و چرا مانوں گا ۔ اگر ان کے احکام کو ہم نہ مانیں اور اس کا انتظام و التزام ہم نہ کریں اور اللہ و رسول کے حکم ماننے کے لئے آمادہ نہ ہوں تو ہرگز یہ ایمان نہ ہوگا ۔

صرف محبت صرف خدمت صرف زبان سے اعتراف کہ حضورؐ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے پیغمبر ہیں ۔ افضل الانبیاء ہیں ۔ افضل البشر و المخلوقات ہیں ۔ وہ سچے تھے اور نبی آخر الزمان تھے ۔ صرف اتنا کچھ کہنے سے ہم مسلمان کہلانے کے سزاوار نہیں ہوسکتے ۔ اتنا کچھ تو ابوطالب بھی مانتا تھا اور جتنی محبت تھی اور جتنی خدمت ابوطالب نے کی جتنی مشقتیں انہوں نے آپؐ کی وجہ سے جھیلیں اور کسی نے نہ کی ہوں گی ۔ ابتداء سے آخر تک خدمت بھی کی محبت بھی کی مگر یہ نہ کہا کہ آپ رسول اللہؐ ہیں اور آپ کے ہر حکم کو مانوں گا ۔ نہ زبان سے یہ اقرار کیا نہ دل سے تو اس کی خدمت و محبت نجات کا باعث نہ بن سکی ۔ اور ہرقل کا واقعہ معلوم ہے ، بخاری شریف میں بھی منقول ہے ۔ ہرقل بہت بڑے بادشاہ تھے اور بڑے عالم بھی اس نے بھی ابوسفیان کے سامنے اعتراف کیا کہ یہ تو وہی نبی ہیں جس کے ظہور کا مجھے یقین تھا ۔ مگر یہ خیال نہ تھا کہ وہ آپ لوگوں میں ظہور فرمائیں گے اور کہا کہ مجھے یقین ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ۔ اور

کاش! میں ان کی خدمت میں قدم بوسی کرنے مدینہ منورہ حاضر ہو سکتا تو میں تکلیف اٹھا کر بھی حاضر ہو جاتا اور وہاں جا کر آپ کے پاؤں دھو لیتا۔ ادب و احترام کر لیتا۔ یہ سب کچھ ہرقل نے کہا ادب و احترام کیا مگر پھر بھی ہرقل کافر رہا۔ زبان سے سب کچھ کہہ دیا کہ یہ نبی تو کتب سابقہ کی بشارات کا مصداق ہے۔ سب باتوں کے باوجود کہا کہ لولا ذالک لا تبعتہ۔ ان سب باتوں کے اعتراف کے بعد بھی راہبوں سے ڈرتا ہوں کہ یہ حکومت سے معزول کر دیں گے اور مار ڈالیں گے۔ مجھ سے تخت و سلطنت چھین لیں گے۔ تو اس نے لولا ذالک لصدقتہ نہیں کہا بلکہ لولا ذالک لا تبعتہ کہا۔ تصدیق تو ابوسفیان کے سامنے پہلے سے کر دی کہ ان کے سارے خصائل و حالات تو نبی آخر الزمانؐ کے اخلاق ہیں۔ دوسرے کے نہیں ہیں۔ تو تصدیق تو کر لی مگر اتباع سے انکار کیا۔ تصدیق علم تو تھا مگر حکم ماننے کا التزام نہیں کیا ڈر اور لالچ کی وجہ سے۔

تو معلوم ہو گیا کہ ایمان اتباع سے عبارت ہے نفس علم اس بات کا کہ آپ برحق نبی ہیں۔ اس سے بات نہیں بنے گی۔ بلکہ جب تک حکم ماننے پر ایمان نہ لائے کہ میں بغیر چوں و چرا مانوں گا۔ میرا اللہ اور رسول پر ایمان ہے۔ اور حضورؐ نے شریعت کی جس بات کی رسّی میرے گلے میں ڈال دی اس رسّی سے کھینچ کر شریعت مجھے جس گڑھے میں ڈالے گی۔ جس سمند۔۔ جس کنویں میں ڈالے گی، مجھے کوئی پس و پیش نہ ہوگی۔ بلکہ سر تسلیم خم کروں گا۔

اب خود اندازہ لگائیں کہ یہ کیفیت اور یہ چیز اگر ہم میں نہیں ہے تو اسے اپنے اندر پیدا کرنی چاہئے۔ تو خدا سے وعدہ کر تو تنہائی میں کہ اے رب تیرا ہر حکم بے چوں و چرا مانوں گا۔ پیغمبر کا ہر حکم بھی خوشی سے مانوں گا۔ اور یہ بھی ایک ضروری شرط ہے۔ کہ حکم مانے تو دل سے مانے۔ دل میں تنگی اور بوجھ محسوس نہ ہو۔

ارشاد ربانی ہے: فلا وربّک لا یومنون حتّی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لا یجد وا فی انفسھم حرجاً مما قضیت ویسلّموا تسلیما۔ اللہ تعالیٰ قسم کھاتے ہیں کہ اے رسول آپ کے پالنے والی ذات کی قسم کہ یہ لوگ۔ لا یومنون۔ جب تک کہ ان کے درمیان واقع ہونے والے نزاعی مسائل اور جھگڑوں میں اپنے مقدمات میں تجھے فیصل اور حاکم نہ مقرر کر لیں تیرے حکم کو جو شریعت ہے کے سامنے زانوتہ نہ کر دیں تسلیم خم نہ کر دیں حتیٰ یحکموک جب تک تجھے حاکم نہ مان لیں اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتے۔

آج حضورؐ کی شریعت کو آپؐ کی جگہ حاکم بنانا ہو گا۔ شریعت نے مقدمہ میں ایک کو جتوایا اور دوسرا ہارا تو ایک تو لازماً ظالم ہو گا جس کے خلاف شریعت نے فیصلہ کیا کہ بھئی یہ زمین اور یہ فلاں حق تو نہیں لے سکتا۔ تم شریعت کی رو سے وارث نہیں ہو، بے جا قابض ہو گئے ہو۔ اب جب شریعت نے فیصلہ دے دیا تو تمہیں کھلے دل سے اور خوشی سے اس فیصلہ کو تسلیم کرنا ہو گا۔ مگر یہ تو اسی جگہ شریعت کو گالیاں دینے لگتے ہیں کہ یہ کیسی شریعت ہے۔؟ یہ عجیب انصاف ہے۔ کیا یہ شریعت کا حکم ہے۔؟ مولوی صاحب اس شریعت سے تو رواج اچھا تھا۔ اس سے تو فرنگیوں کا قانون اور تعزیرات ہند اچھے تھے (العیاذ باللہ) تو جو منہ پہ آتے بکتا پھرتا ہے۔ حالانکہ اسلام تو

یہ ہے کہ جب خدا کا فیصلہ معلوم ہوا تو خوشی سے اس کے سامنے منقاد ہو جاؤ۔ ثم لا یجدوا فی انفسھم۔ الآیۃ کہ دل میں بھی تنگی نہ آئے۔ طبیعت بھی خفا نہیں بلکہ ہشاش بشاش ہے کہ یہی شارع کا حکم ہے اور الحمد للہ کہ میں نے اس پر عمل کیا۔ اور یہ ایسا ہو جیسا کہ ایک نیک مسلمان ہے۔ نمازی ہے تو نماز پڑھے تو دل خوش ہو جاتا ہے۔ روزہ دار سخت گرمی میں روزہ رکھ کر خوشی خوشی اور باغ باغ ہو جاتا ہے۔ حج میں سات آٹھ ہزار لگا کر واپس آجائے تو دل باغ باغ ہو جاتا ہے۔ کہ یا اللہ شکر ہے کہ تیری عبادت کی توفیق ملی۔ ؎ شادم از زندگی خویش کہ کارے کردیم

اسی طرح جب شریعت کا فیصلہ تیرے خلاف ہوا تو دل سے خوش ہوئے کہ یا اللہ شکر ہے کہ بے انصافی سے زیادتی سے ظلم سے تو نے بچا دیا۔ دوزخ سے بچا دیا۔ دل سے خوش ہے نہ کہ مسلمان ہوتے ہوتے منہ سے بکواس کرتا پھرے۔ کبھی مولوی پہ رشوت کا الزام ہے، کبھی یہ کہ اس نے پراجنبہ (جتھہ بندی پارٹی بازی کی رعایت) سے کام لیا ہوگا۔ تو کوئی شریعت پہ ہاتھ صاف کرتا ہے۔ کوئی بیچارے مولوی پر کہ یہ اس زمانہ کی باتیں نہیں یہ کیا دقیانوسی باتیں ہیں۔ آج بھی شریعت کی بات اپنے اس ملک میں بیان کرو تو بہت سے لوگ کہتے ہیں کہ یہ دقیانوسی باتیں ہیں، پرانے زمانے کی باتیں ہیں۔ شریعت کی یہ باتیں عصر حاضر کے تقاضوں کو پورا نہیں کر سکتیں، معاذ اللہ، تو ہنستے ہیں، اور ساتھ ہی پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں، اسلام کے ٹھیکیدار بھی بن جاتے ہیں۔ دیکھو خدا کے حکم کو بہت خوشی سے مان لینا ہی اسلام ہے تسلیم ظاہری بھی کر لو گردن نہاد بن جاؤ کہ بہت بہتر اے حقدار آکر اپنا حق اپنی زمین اپنا گھر واپس لے لو میں شریعت کو تسلیم کرتا ہوں یہ نہ ہو کہ شریعت کا فیصلہ سن کر پھر بھی دیوانی مقدمہ لڑتے پھرو اور دوسری عدالتوں کی طرف بھاگنے لگو اور اس کے خلاف وکیل لڑاتے رہو تو یہ تو اسلام اور تسلیم نہ ہوا۔

> اور آج کل کہتے ہیں کہ مسلمان فلاح و نجاح کیوں نہیں پاتے تو اتنا یاد رکھو کہ اپنا ایمان تازہ کرتے رہو دن کو یا رات کو تنہائی میں خدا کے ساتھ چپکے چپکے باتیں کرو۔ اور کہا کرو کہ اے خدا تو میرا مالک ہے میرا تجھ پہ ایمان ہے۔ اے خدا تو نے نبی ﷺ بھیجا ہے۔ اے خدا تو نے اپنی وحی بھیجی ہے جس میں میری ہی بھلائی ہے۔ اے خدا یہ سب میں مانتا ہوں۔ اے خدا بے چون و چرا مانوں گا، خواہ مخواہ مانوں گا۔ التزام کر لو کہ کبھی اس کی مخالفت نہیں کروں گا، اگر سمندر میں بھی کودنا پڑے تو انکار نہیں کروں گا۔

بدر کے موقعہ پر حضرت قتادہؓ نے حضورﷺ کی خدمت میں یہی عرض کیا تھا کہ حضورﷺ آپ تو کافروں سے جہاد کا کہتے ہیں ہم آپ پہ ایمان لائے تو آپ کا ہر حکم بے چون و چرا مانیں گے۔ اگر آپ سمندر میں کودنے کا حکم دیں گے تو کونسا مسلمان ہوگا جو نہیں کودے گا۔ اگر برک الغماد تک (یعنی یمن میں دور کی ایک جگہ) تک جانے کا حکم دیں گے تو ہم تیار ہوں گے۔ تو کامیابی اس وقت تک ہرگز نہیں ہو سکتی۔ جب تک مسلمان کا تعلق خدا سے نہ ہو جب تک خدا پہ بھروسہ نہ ہو جتنک

خدا کا حکم ماننے کے لئے تیار نہ ہو تو کامیابی ناممکن ہے۔ اگر دل میں یہ گرہ باندھ لو کہ خداوند تعالیٰ اور اس کے ہر حکم کی تعمیل بلاکسی جھجک و تردد کے کرتا رہوں گا۔ پھر اگر آپ سے بہ مقتضائے بشریت کوئی غلطی ہو بھی گئی فوراً نادم ہو گئے کہ خطا ہو گئی۔ یا اللہ مجھے معاف کر دے دل میں وہی عقدہ اور عقیدہ ہے کہ تابعدار رہوں گا عمل میں کوتاہی پہ ندامت ہوئی مگر التزام طاعت میں فرق نہ لائے کہ خدا اور اس کے رسول کا حکم ضرور مانوں گا، خوشی سے اسکی پابندی کروں گا۔ غلطی ہو گئی تو پھر توبہ کی۔ اور کہا کہ ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخٰسرین۔ اے اللہ ہم نے اپنے نفس پہ ظلم کئے اگر تم نے ہمیں نہ بخشا تو ضرور ہم خسارے میں پڑ جائیں گے۔

— تو عمل کی کوتاہی سے خلاصی کا ذریعہ استغفار ہے۔ بدقسمتی تو یہ ہے کہ آج مسلمان کا نہ عمل رہا اور نہ عقیدہ۔ مسلمانوں میں ایک ظالم بادشاہ گذرا ہے۔ حجاج بن یوسف ثقفی غالباً حسن بصری نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کو ہر چیز میں مصیبت دی کہ اس امت کے علماء کا بھی نظیر دیگر امتوں میں نہیں۔ اس کے اولیاء کی بھی دیگر امتوں میں مثال نہیں اس امت کے صحابہ کرام دیگر امم کے صحابہؓ سے بڑھ کر ہیں۔ سب فضائل کی پچھلی امتوں میں نظیر نہیں، جو بھی خوبی اور کمال ہے بے نظیر ہے۔

تو حجاج بن یوسف کا جو ظلم ہے اسکی بھی نظیر نہیں کسی نے کہا کہ قیامت کے دن حجاج کا ظلم ترازو کے ایک پلڑے میں ہوگا۔ اور دیگر سارے ظالموں کا دوسرے پلڑے میں۔ تو اس کا پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ تو اس امت کا ظالم بھی بے نظیر ہے۔ بڑے سخت گیر شخص تھے۔ بہت زیادتیاں کیں، مگر عقیدہ درست تھا۔ قرآن مجید کے زیر و زبر اعراب کی خدمت حجاج نے کی عراق میں حاکم تھا فارس و ہند اور سندھ میں اسلام پھیل رہا تھا۔ غیر عربی اعراب کے بغیر نہیں پڑھ سکتے تھے تو ان کی خاطر یہ بڑی خدمت کی۔ کہ قرآن کے اعراب شد، مد، رکوع وغیرہ کو پھیلا دیا بہت بڑا ظالم مگر نماز روزے کا پابند روزانہ تلاوت کرتا قرآن کریم کو دنیا میں پھیلانے کی کوشش کی، اور جب سنا کہ کراچی کے پاس چند مسلمان مرد اور عورتوں کی کشتی کو راجہ داہر نے لوٹ لیا ہے اور چار مسلمان گرفتار ہوئے۔ حجاج لرز اٹھا۔

— اور اب تو دو چار لاکھ مسلمان بھی قتل ہو جائیں، کافروں کے ہاتھوں تہ تیغ ہو جائیں مگر ٹس سے مس نہیں ہوتے، پرواہ ہی نہیں کہ کیا ہوا۔ حیرانی ہوتی ہے کہ ان لوگوں میں اسلام کی آخر کونسی نشانی باقی رہ گئی ہے؟ کوئی خوبی ہو تو ہم کہہ دیں کہ اسلام کی فلاں بات تو ہے

— حجاج کو اطلاع ہوئی، چونکہ عقیدہ درست تھا تو فوراً اپنے داماد اور بھتیجے کو ضرورت میں ڈال کر بھیجا کہ مسلمان قیدیوں کو رہا کر دو۔ آج تک برصغیر میں اسلام کی بادشاہت و حکومت ایسی ہی کوششوں کی برکت سے وہ لوگ آئے سمندروں کو پار کیا، سندھ میں راجہ داہر ہاتھیوں کے ساتھ مقابلہ میں آیا۔ مسلمانوں کے پاس تھا کیا؟ انہوں نے حجاج کو بے سروسامانی کا حال بھی لکھ دیا کہ گھر گئے ہیں، کامیابی بڑی مشکل ہے۔ امداد کرو اور ہدایات دو۔

حجاج نے خط لکھوایا کہ اے میرے بھتیجے اے جرنیل ہم تمہیں نصیحت کرتے ہیں کہ دیکھو کبھی تم سے وہ تمہارے فوجیوں سے پانچ وقتہ نماز میں سستی نہ ہو جائے۔ دوسری بات یہ کہ اللہ اکبر کہو، تکبیر خداوندی، تو خدا کے سامنے روتے رہو۔ الحمدللہ پڑھو تب بھی خدا کے سامنے روؤ رکوع میں سجدہ میں اس کے سامنے عاجزی کرو۔ بڑی عاجزی اور زاری سے پانچ وقت نمازیں پڑھی ہوں گی۔ تیسری بات یہ کہ اللہ کا ذکر بہت کیا کرو۔

اللہ۔ اللہ۔ اللہ۔ لاالہ الااللہ۔ لاالہ الااللہ۔ لاالہ الااللہ۔ حدیث میں آتا ہے۔ کہ جو مجھے یاد کرتا ہے۔ میں اُسے یاد کرتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ جو کوئی ایک چھوٹی سی جماعت میں مجھے یاد کرتا ہے۔ میں اس بندہ کو فرشتوں میں یاد کر لیتا ہوں۔ تم اللہ کا نام کسی ایک گھر میں ایک مجلس میں لے لو، اللہ تعالیٰ عرش کے فرشتوں کے سامنے آپ کا نام لے کر کہتا ہے کہ میرے بندہ نے میرا نام لے لیا ہے۔ — تو جتنی بھی زبان اللہ کے نام سے تر رہے تو فلاح ہی فلاح ہے۔ جب کوئی ضروری بات نہ ہو تو اللہ اللہ زبان پر جاری رہے۔

تو حجاج کا سبق ایک پیر کا سبق نہیں، ایک مولوی کا سبق نہیں زبردست قاتل اور ڈنڈے مار ہے۔ حاکم ہے۔ مگر عقیدہ مضبوط ہے، سخت مرحلہ آیا تو دشمن پر فتح اور دنیا کے فتح کے خیال سے سہی مگر فتح کا ذریعہ اللہ کی رضا سمجھتا ہے کہ: ولا تھنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان کنتم مؤمنین۔ کہ ایمان ہی فتح واطمینان وکامیابی کا ذریعہ ہے۔

حجاج نے یہی لکھا کہ نماز کی باقاعدگی اللہ کے سامنے زاری والحاح، سجدہ تکبیر و قرأت میں رونا ہی کامیابی کی ضمانت ہے اور اللہ تعالیٰ اور عاجزی سے بہت خوش ہوتا ہے۔ اس سے نہ مانگو تو خفا ہوتا ہے۔ اور انسان سے مانگو تو خفا ہوتا ہے۔ انسان سے قطعاً سوال مت کرو کہ بابا پانچ روپے دیدو روٹی کپڑا دیدو ایسا ہرگز مت کرو بلکہ اللہ سے مانگو اگر جوتے کا ایک تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو اُس سے مانگ لو۔ یا اللہ سر میں درد ہے یا اللہ مجھے بھوک لگی ہے۔ یا اللہ میں بیمار ہوں مجھے شفا دیدے۔ الغرض جتنی بھی تضرع کروگے اللہ تعالیٰ اتنا ہی خوش ہوگا دعا سے اللہ کو بڑی مسرت ہوتی ہے۔

الدعاء مخ العبادۃ۔ دعا عبادت کا مغز ہے۔ دعا تو وہی کرے گا جس کا عقیدہ ہو کہ خدا ہی دینے والا ہے۔ سب کچھ اس کے ہاتھ میں ہے کسی اور کے ہاتھ میں بالکل نہیں اس لئے تو مانگے گا اور اگر یہ عقیدہ ہو کہ میرا ہاتھ پاؤں میری کاریگری اور ہنر مجھے روٹی دیتا ہے تو پھر وہ دعا بھی نہیں کرتا اس کی نظر اسباب پر محدود ہو جاتی ہے۔ تو حجاج کا بھی مطلب تھا کہ اللہ کے سامنے منقاد ہو جاؤ پھر کہا کہ شوکت وقوت دبدبہ اور فتح خدا کی مہربانی کے بغیر ہرگز نہیں مل سکتے۔ خدا راضی نہ ہو اور سارا امریکہ پشت پر ہو، سارا چین بھی آجائے پھر بھی کچھ نہیں حاصل ہوگا، ایک ویٹ نام کو نہیں قابو کر سکے گا مسلمان نہ دولت سے نہ شوکت سے عزت حاصل کر سکتے ہیں نہ چین سے نہ روس سے

نہ دکان اور فیکٹریوں سے عزت مل سکتی ہے۔ کہاں کہاں اور کن کن دروازوں پر جبہ سائی کروگے۔ خدا کے پاس کیوں نہیں آجاتے، خدا کا حکم کیوں نہیں مان لیتے کہ شوکت وعزت اللہ کی رضا وخوشنودی اور مہربانی پر منحصر ہے اور وہ طاعت گذار پر ہوتی ہے۔

امام احمد نے ایک روایت ذکر کی ہے کہ خداوند تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے کہا کہ جو بھی میری اطاعت کریگا میں اس سے راضی ہوجاتا ہوں اور جس سے میں راضی ہوجاؤں اس پر اپنی برکتیں نازل کر دیتا ہوں۔ اور میری برکتوں کا حد و حساب نہیں اور جو میری نافرمانی کرے میں اس سے ناراض ہوجاتا ہوں۔ اس پر مجھے غصہ آجاتا ہے۔ اور جس پر غصہ آجائے اس پر لعنت نازل کر دیتا ہوں۔ اور کبھی تو اس لعنت کا اثر سات سات پشتوں تک رہتا ہے۔ کہ اس کے بیٹے اور نواسے بھی ٹکریں مارتے پھرتے ہیں اور فرمانبرداروں کی برکت سات سات پشتوں اور نسلوں تک باقی رہتی ہے۔ پوتے پڑپوتے بھی مزے میں ہوتے ہیں۔ محمد بن قاسم نے حجاج کی نصیحت پر عمل کی ہدایات پر چلا تو ملتان تک فتح کا جھنڈا لہراتا چلا گیا۔ نہ ہاتھی تھے نہ داہر جیسا ساز وسامان مگر خدا نے مدد کی۔ حدیث میں آتا ہے کہ میں راضی ہوتا ہوں بندوں پر تو کاشت کے وقت رات کو بارش برساتا ہوں کہ دن کو کام میں بھی حرج نہ ہو فصل بھی اُگ سکے اور جب ناراض ہوتا ہوں تو فصل کاٹتے وقت بارش برساتا ہوں کہ تیار فصل بھی ضائع ہو جائے۔

—— تو مسلمان اپنی حالت پر اگر آج غور کرے تو سمجھ سکتا ہے کہ خدا کے قہر وغضب کی لپیٹ میں آچکے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے کہ اس کا علاج بھی ہے۔ لا الہ الا انت سبحانک انی کنت من الظالمین —— ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفرلنا وترحمنا لنکونن من الخسرین۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز کے زمانے میں زلزلہ آیا جیسا کہ سوات میں پچھلے دنوں آیا تو اس نے تمام ضلعوں تحصیلوں تھانوں حاکموں کو حکم بھیج دیا کہ یہ زلزلے خدا کے قہر وغضب کی نشانی ہیں۔ آپ سب فلاں وقت باہر نکلیں خدا کے سامنے روئیں گڑگڑائیں توبہ کریں۔ آدم علیہ السلام کی دعا۔ ربنا ظلمنا۔ الآیۃ۔ اور حضرت یونس کی تسبیح لا الہ انت۔ کا عاجزی سے ورد کریں کہ خدا اس ملک کو عذاب سے بچاوے۔ تو آج ہم بھی ایسے دور میں ہیں کہ عذاب خداوندی میں گر گئے ہیں۔ تو علاج اب بھی یہی ہے کہ جتنی زاری، دعا ہو سکے استغفار ہو سکے کریں۔ تو خداوند تعالیٰ ان شاء اللہ ہم پر رحمت فرماوے گا۔

وآخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین